روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۴۰۵
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۸۰ سوموار -۶- ربیع الاول - ۱۴۱۵ھ ' ۱۵- ظہور ۱۳۷۳ ہش ' ۱۵- اگست ۱۹۹۴ء

محترم حکیم خورشید احمد صاحب کی صحت کیلئے درخواست دعا

محترمہ بیگم صاحبہ حکیم خورشید احمد صاحب صدر عمومی ربوہ تحریر فرماتی ہیں۔
محترم حکیم خورشید احمد صاحب ۵- اگست کو راولپنڈی گئے اسی روزان کو ہارٹ اٹیک ہوا. فوری طور پر ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں داخل کروادیا گیا ہے۔ ۱۲- اگست کو ڈاکٹروں کے بورڈ نے باہمی مشورہ سے دل کے ساتھ (پیس) لگادیا ہے۔ اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب کرام سے محترم حکیم صاحب کی جلد اور کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جائے جبکہ علم ابھی کمال کے درجہ تک نہ پہنچا ہو۔ اور ابھی شکوک و شبہات سے ایک جنگ شروع ہو۔ پس اسی حالت میں جو شخص تصدیق قلبی اور تصدیق لسانی سے کام لیتا ہے' وہ (صاحب ایمان) ہے اور حضرت احدیت میں اس کا نام راستباز اور صادق رکھا جاتا ہے اور اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے طور پر معرفت تامہ کے مراتب اس پر کھولے جاتے ہیں اور اصل بہشت اسی ایمان سے شروع ہوتا ہے' چنانچہ قرآن شریف نے جہاں بہشت کا تذکرہ فرمایا ہے' وہاں پہلے ایمان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور پھر اعمال صالحہ کا اور اعمال صالحہ کی جزا (اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں) کہا ہے۔ یعنی ایمان کی جزاء جنّت اور اس جنّت کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کے لئے چونکہ نہروں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہ نہریں اعمال صالحہ کا نتیجہ ہیں۔ اور اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ اعمال صالحہ اس دوسرے جہان میں انہار جاریہ کے رنگ میں متمثل ہو جائیں گے۔

ملفوظات جلد اول ص ۵۷۲)

بس حادثے میں اہل ربوہ کی خدمات

جمعرات ۱۱- اگست کو ایک بس دارالیمن کے سامنے سڑک پر الٹ گئی۔ دارالنصر اور دارالیمن کے ایک سو کے قریب افراد فوری طور پر بھاگ کر پہنچے اور زخمیوں کو متاثرہ بس سے نکالا فضل عمر ہسپتال سے رابطہ کیا گیا ہسپتال کی ایمبولینس اور مجلس خدام الاحمدیہ کے کارکنوں کی کوششوں سے زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد کے لئے فضل عمر ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں پر فوری طور پر چار ڈاکٹر صاحبان کو ایمرجنسی ڈیوٹی پر لگا دیا گیا جنہوں نے تیزی سے زخمیوں کو طبی امداد فراہم کرنا شروع کی۔ چار زخمی بہت سیریس حالت میں تھے۔ ایک عورت سکتے کی حالت میں تھی۔ زخمیوں کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں اور زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ دو گھنٹے کے اندر اندر تمام زخمیوں کو ٹیسٹ وغیرہ کرنے کے بعد مرہم پٹی کرکے ۱۷- کو ہسپتال میں داخل کر لیا گیا جبکہ دیگر کو فارغ کر دیا گیا۔ ۲ شدید زخمیوں کو فیصل آباد بھجوا دیا گیا۔

حادثے کی اطلاع ملنے پر جو لواحقین اپنے مریضوں کا پتہ کرنے آئے ان کی سہولت کے لئے ہسپتال کی عمارت کے باہر ایک انفارمیشن سنٹر قائم کر دیا گیا۔ جس کو انٹر کام کے ذریعے ہسپتال کے وارڈوں سے ملا دیا گیا چنانچہ معلومات حاصل کرنے والوں کو زخمیوں کی حالت سے آگاہ کیا جاتا رہا۔

تمام زخمیوں کا ہر قسم کا علاج مفت کیا گیا۔ جن مریضوں کو مالی مدد کی ضرورت تھی ان کی نظارت امور عامہ نے کرایہ وغیرہ کی مدد کی۔

بعد ازاں چنیوٹ کے اے سی' ڈی ایس پی اور ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہسپتال کا دورہ کیا اور جملہ انتظامات کو سراہا۔

زخمیوں کو ہسپتال لانے لیجانے اور دیگر امدادی کاموں میں ۴۰ سے ۵۰ خدام ڈیوٹی پر رہے۔ ایک زخمی جس کو بی نیگیٹو کی ایک بوتل دی گئی تھی مزید ضرورت پڑنے پر راتوں رات ربوہ شہر میں سے ڈھونڈ کر خون حاصل کرکے فیصل آباد پہنچایا گیا۔ اس کے بعد دو اور بوتلیں بھی دی گئیں۔ ربوہ کے بلڈ بینک کے انچارج اور خدام کے رضاکار اس کام کے لئے دن رات مصروف عمل رہے۔

یہ کمال جہالت ہے کہ کسی کے پیشہ کی وجہ سے اس کے نسب پر طعن کیا جائے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

پیشوں کا قومیت سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ تمام ناجائز طریقوں سے حاصل کرنے کی نسبت ہر ایک پیشہ اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسا پیشہ اختیار کرتا ہے جو شرعاً ممنوع نہیں۔ اس سے اس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو افغان اپنے ملک میں سب کام کرتے ہیں' کوئی جوتا بناتا ہے۔ کوئی کپڑا بنتا ہے لیکن اس سے ان کی ذات میں کوئی نقص نہیں آتا۔ اور سب کو پٹھان ہی کہتے ہیں۔ یہی حال یورپ کا ہے۔ پس جب وہاں ان پیشوں کے کرنے سے ان لوگوں کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا تو پھر ہندوستان میں یہ نقص کیوں گنا جائے۔ اور پیشوں کی وجہ سے لوگوں کو قومیت سے جو وہ بتائیں۔ کیوں انکار کیا جائے۔ یہ کمال جہالت اور نادانی کی علامت ہے کہ کسی کے نسب پر اس لئے طعن کیا جائے کہ اس کا یا اس کے خاندان کا کسی پیشہ سے تعلق ہے۔ اگر کوئی اپنے نسب کو چھپاتا ہے تو وہ ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ درست کہتا ہے اور اس کے پیشہ کی وجہ سے تسلیم نہیں کیا جاتا تو یہ بہت بری بات ہے۔ دیکھو چوری کرنا ایک گناہ ہے۔ شراب پینا اور بیچنا ایک ذلیل کام ہے اور اس لئے ذلیل ہے کہ شریعت نے اس کو گناہ قرار دیا ہے۔ لیکن رزق حلال کمانا گناہ نہیں۔ پھر وہ طریقہ کسب معاش جو اس کے کمانے کے لئے اختیار کیا جائے کیسے ذلیل کہا جا سکتا ہے۔

پس یہ لغو اور بے ہودہ بات کہنے کا کیا فائدہ کہ فلاں سید بن گیا اور فلاں پٹھان بن گیا۔ کسی کا اس سے کیا تعلق ہے اگر اس نے اپنے نسب کو بدلا تو ایک گناہ کیا جس کا جواب وہ خود ہو گا۔ دوسروں کا اس نے کیا بگاڑا ہے کہ اس کے لئے ابتلاء کا موجب بنتے ہیں۔

(از خطبہ ۱۶- مارچ ۱۹۱۷ء)

کلچر اور معاشرے کے نام پر (دین حق) پر جو حملے ہو رہے ہیں اس کے مقابلے کے لئے بیدار مغزی کے ساتھ آنکھیں کھول کر خود تیار رہوں۔ اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۵- ظہور ۱۳۷۳ ہش　　۱۵- اگست ۱۹۹۴ء

ہمیں شور سے بچاؤ

پہلے تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ ارد گرد کی گندی مندی اشیاء ماحول میں آلودگی پیدا کرتی ہیں۔ جوہڑ میں کھڑا پانی۔ گھروں سے باہر آنے والا پانی یا گندگی کے ڈھیر۔ لیکن جوں جوں ماحولیات پر تحقیق ہونے لگی اور انسانی صحت پر اس کے برے اثرات سامنے آنے لگے تو کئی اور باتیں۔ یا چیزیں۔ بھی ماحول میں آلودگی کا باعث ثابت ہوئیں۔ مثلاً گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں۔ اور مختلف ذریعوں سے پیدا ہونے والا شور۔ اور ان کے خلاف بھی مہم چلائی جانے لگی۔ کہ ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ انجانے طور پر اور آہستہ آہستہ یہ آلودگی انسانی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اور متعدد بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ بیماریوں کے باعث جانیں بھی تلف ہوتی ہیں۔ وقت بھی ضائع جاتا ہے اور افراد کو اور حکومت کو بہت سارو پیہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔

جہاں تک شور کا تعلق ہے۔ نہیں معلوم اس کی صحیح تعریف کیا ہے لیکن اتنا ہم جانتے ہیں کہ وہ آوازیں جو کانوں پر بوجھ ثابت ہوں اور جو دلوں میں بیزاری پیدا کریں وہ شور سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر کی جانی چاہئیں بعض "شور" دلپسند بھی ہوتے ہیں مثلاً نعرہ لگ رہا ہو تو سب کہتے ہیں زور سے نعرہ لگاؤ۔ ہے تو یہ اونچی آواز لیکن پسندیدہ ہے کانوں پر بوجھ نہیں بنتی اور دل اس سے بیزار نہیں ہوتا بلکہ جتنی زور سے نعرہ لگایا جاتا ہے اتنا ہی اچھا لگتا ہے۔ (اگرچہ وہ لوگ جو اس نعرہ کو پسند نہ کرتے ہوں اسے شور ہی کہیں گے ایسا شور جو ان کے کانوں پر گراں گذرتا ہے)

کسی کو کوئی شور ناپسندیدہ لگتا ہے۔ کسی کو کوئی شور۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ ناپسندیدہ شور کو رکوایا جائے۔ جس جگہ ہم رہ رہے ہیں وہاں شور زیادہ تر موٹر سائیکلوں کا ہوتا ہے۔ مکان کے پاس سے۔ اپنی گلی میں سے۔ موٹر سائیکل گذرے تو کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اور جب یہ موٹر سائیکل یکے بعد دیگرے گذرنے لگیں تو پھر تو آپس میں بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ بیسیوں موٹر سائیکل گذرتے ہیں اور انتہائی شور مچاتے ہوئے گذرتے ہیں۔ شائد اس شور کا انہیں تو کچھ فائدہ ہو گا ہی۔ مثلاً اگر ان کے موٹر سائیکلوں پر دودھ لدا ہوا ہے تو۔ لیکن گلی محلے والوں سے پوچھئے ان کے لئے یہ شور اذیت کا باعث ہوتا ہے۔

کیا ہم اس شور کو کم کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اس ماحولیاتی آلودگی سے بچ سکتے ہیں؟ کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اپنی صحت کے لئے اس شور کے بند کئے جانے کا مطالبہ کریں؟ یقیناً ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ لیکن ہمیں یہ حق کون دلائے گا؟

کچھ لوگ خزاں میں بھی بنے پھرتے ہیں مجنوں
کچھ لوگ بہاروں میں بھی رسوا نہیں ہوتے
جو میری طرف دیکھ کے بھی دیکھ نہ پائیں
آنکھیں تو وہ رکھتے ہیں پہ بینا نہیں ہوتے

ابو الاقبال

ہم

دیکھتے ہیں گہ فضا میں مجلسِ میخانہ ہم
گاہ ہو جاتے ہیں اپنے آپ سے بیگانہ ہم

ہم سے پیدا ہے جہاں میں ارتباطِ جزو و کُل
عشق ہم ہیں. حُسن ہم ہیں شمع ہم پروانہ ہم

خود بتا کیا رہ گئی ہے کوئی وجہِ امتیاز
تو ہماری داستاں ہے اور ترا افسانہ ہم

جلوہ جلوہ میں ہماری ہی نظر ہے کارگر
ذرہ ذرہ سے عیاں ہیں صورتِ جانانہ ہم

گاہ تڑپاتی ہے ( ) کو ہماری جستجو
کھٹکھٹاتے ہیں کبھی دروازۂ بتخانہ ہم

ہم اگر چاہیں بدل دیں یہ زمین و آسماں
ذرہ ذرہ میں بسادیں اک تجلی خانہ ہم

مے پرستوں کے لئے گردش میں ہیں ماہ و نجوم
محفلِ شب میں سمجھتے ہیں انہیں پیمانہ ہم

آنسوؤں کی جگمگاہٹ میں ہے رقصِ زندگی
قہقہوں میں سن رہے ہیں موت کا افسانہ ہم

آپ کی اس بے رخی میں بھی ہے اندازِ کرم
آپ کے جور و ستم سے ہیں کہیں بیگانہ ہم

ہم سمجھتے ہیں نسیم اَسرارِ مرگ و زندگی
کھیلتے ہیں زندگی سے صورتِ پروانہ ہم

اشارے

مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابناء جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان کی تائید میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا پُرشوکت بیان

دہلی کے اخبار "ریاست" نے اپنے ایک ادارتی نوٹ میں احمدیوں کی پاکستان نواز پالیسی پر تنقید کی جس کا ملخص یہ تھا کہ احمدی پاکستان کی تائید کر رہے ہیں مگر جب پاکستان قائم ہو گیا تو ان کے ساتھ دوسرے مسلمان وہی سلوک روا رکھیں گے جو کابل میں افغان حکومت کی طرف سے کیا گیا تھا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خدمت میں جب "ریاست" کے اس شذرہ کی اطلاع پہنچی آپ نے ۱۶ ہجرت / مئی ۷ ۱۹۴ء / ۱۳۲۶ ہش کو نماز مغرب کے بعد بیت مبارک قادیان میں ایک پرشوکت تقریر فرمائی جس میں مطالبہ پاکستان کی معقولیت و ضرورت کو مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے بڑی شرح و بسط سے واضح کیا۔ اور اعلان فرمایا کہ مسلمان مظلوم ہیں اور ہم تو بہر حال مظلوموں کا ساتھ دیں گے خواہ ہمیں تختہ دار پر ہی لٹکا دیا جائے۔ آپ کی یہ یادگار تقریر بجنسہٖ ذیل میں دی جاتی ہے۔ فرمایا:۔

"آج مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ دلی کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ احمدی اس وقت تو پاکستان کی حمایت کرتے ہیں مگر ان کو وہ وقت بھول گیا ہے جبکہ ان کے ساتھ مسلمانوں نے برے سلوک کئے تھے۔ جب پاکستان بن جائے گا تو ان کے ساتھ پھر وہی سلوک کریں گے جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا اور اس وقت احمدی کہیں گے کہ ہمیں ہندوستان میں شامل کرلو۔ کہنے والے کی اس بات کو کئی پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا ایک پہلو تو یہی ہے کہ جب پاکستان بن جائے گا تو ہمارے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے وہی سلوک ہو گا جو آج سے کچھ عرصہ پیشتر افغانستان میں ہوا تھا اور فرض کرو ایسا ہی ہو جائے' پاکستان بھی بن جائے اور ہمارے ساتھ وہی سلوک روا بھی رکھا جائے لیکن سوال تو یہ ہے کہ ایک دیندار جماعت جس کی بنیاد ہی مذہب' اخلاق اور انصاف پر ہے۔ کیا وہ اس کے متعلق اس نقطہ نگاہ سے فیصلہ کرے گی کہ میرا اس میں فائدہ ہے یا وہ اس نقطہ نگاہ سے فیصلہ کرے گی کہ اس امر میں دوسرے کا حق کیا ہے۔ یقیناً وہ ایسے معاملہ میں موخرالذکر نقطہ نگاہ سے ہی فیصلہ کرے گی۔ مثلاً ایک مجسٹریٹ ایسے علاقہ میں عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے جس میں اس کے بعض قریبی رشتہ دار بھی رہتے ہیں اور اس کے ان رشتہ داروں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ تنازعات بھی ہیں۔ اس کے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش ہوتا ہے جس میں اس کے رشتہ داروں کا ایک دشمن مدعی ہے۔ اگر اس کے پاس روپیہ ہو تو وہ اس کے رشتہ داروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر یہ مجسٹریٹ اسی مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے تو اس مدعی کے پاس روپیہ آجاتا ہے اور پھر وہ اس مجسٹریٹ کے رشتہ داروں کو دق کر سکتا ہے تو کیا ایک دیانت دار مجسٹریٹ اس ڈر سے کہ کل کو یہ روپیہ ہمارے خلاف استعمال کرے گا' اس حقدار مدعی کے خلاف فیصلہ کر دے گا؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ اس کی صریح ناانصافی ہو گی اور اگر وہ حق پر قائم رہتے ہوئے شہادات کو دیکھتے ہوئے اور مواد مسل کی روشنی میں مدعی کے حق میں فیصلہ دیتا ہے تو کیا کوئی دیانتدار دنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے جو اس کے فیصلہ پر یہ کہے کہ اس نے فیصلہ ٹھیک نہیں کیا اور اپنے اور اپنے رشتہ داروں پر ظلم کیا ہے۔ کوئی شریف اور دیانتدار مجسٹریٹ یہ نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مقدمہ کا حصر اپنے آئندہ فوائد پر رکھے اور کوئی دیانتدار مجسٹریٹ ایسا نہیں ہو سکتا جو مواد مسل کو نظرانداز کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے فیصلہ دے دے بلکہ ایمانداری اور دیانتداری متقاضی ہے اس بات کی کہ وہ حق اور انصاف اور غیر جنبہ داری سے کام لے کر مقدمہ کا فیصلہ سنائے۔ وہ یہ نہ دیکھے کہ جس شخص کے حق میں ڈگری دے رہا ہوں۔ یہ طاقت پکڑ کر کل کو میرے ہی خاندان کے خلاف اپنی طاقت استعمال کرے گا۔ پس انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ وہ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر نظرانداز کر دے اس بات کو کہ میں کس کے خلاف اور کس کے حق میں فیصلہ دے رہا ہوں۔ وہ نظرانداز کر دے اس بات کو کہ جس روپیہ کے متعلق میں ڈگری دے رہا ہوں وہ روپیہ کل کو کہاں خرچ ہو گا اور وہ بھول جائے اس بات کو کہ فریقین مقدمہ کون ہیں کیونکہ انصاف اور ایمانداری اسی کا نام ہے۔ پس قطع نظر اس کے کہ مسلم لیگ والے پاکستان بننے کے بعد ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ وہ ہمارے ساتھ وہی کابل والا سلوک کریں گے یا اس سے بھی بدتر معاملہ کریں گے۔ اس وقت سوال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑے میں حق پر کون ہے اور ناحق پر کون۔ آخر یہ بات آج کی تو ہے نہیں۔ یہ تو ایک لمبا اور پرانا جھگڑا ہے جو بیسیوں سال سے ان کے درمیان چلا آتا ہے۔ ہم نے بار بار ہندوؤں کو توجہ دلائی کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کو تلف کر رہے ہیں۔ یہ امر ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے بار بار ہندوؤں کو متنبہ کیا کہ مسلمانوں کے حقوق کو اس طرح نظرانداز کر دینا بعید از انصاف ہے اور ہم نے بار بار ہندو لیڈروں کو آگاہ کیا کہ یہ حق تلفی اور یہ ناانصافی آخر رنگ لائے گی۔ مگر افسوس کہ ہمارے توجہ دلانے ہمارے انتباہ اور ہمارے ان کو آگاہ کرنے کا نتیجہ کبھی کچھ نہ نکلا۔ ہندو سختی سے اپنے اس عمل پر قائم رہے۔ انہوں نے اکثریت کے گھمنڈ میں مسلمانوں کے حقوق کا گلا گھونٹا۔ انہوں نے حکومت کے غرور میں اقلیت کی گردنوں پر چھری چلائی اور انہوں نے تعصب اور ہندووانہ ذہنیت سے کام لیتے ہوئے ہمیشہ مسلمانوں کے جذبات کا خون کیا اور ہندو لیڈروں کو بار بار توجہ دلانے کے باوجود نتیجہ ہمیشہ صفر ہی رہا۔ ایک مسلمان جب کسی ملازمت کے لئے درخواست دیتا تو چاہے وہ کتنا ہی لائق کیوں نہ ہوتا اس کی درخواست پر اس لئے غور نہ کیا جاتا کہ وہ مسلمان ہے اور اس کے مقابلہ میں ہندو چاہے کتنا ہی نالائق ہوتا اس کو ملازمت میں لے لیا جاتا۔ اسی طرح گورنمنٹ کے تمام ٹھیکے مسلمانوں کی لیاقت' قابلیت اور اہلیت کو نظرانداز کرتے ہوئے ہندوؤں کو دے دیئے جاتے۔ تجارتی کاموں میں جہاں حکومت کا دخل ہوتا ہندوؤں کو ترجیح دی جاتی سوائے قادیان کے کہ یہاں بھی ہم نے کافی کوشش کر کے اپنا یہ حق حاصل کیا ہے باقی تمام جگہوں میں مسلمانوں کے حقوق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کے خلاف ان کی فرقہ وارانہ ذہنیت کی وجہ سے نفرت پیدا ہوتی رہی اور آخر یہ حالت پہنچ گئی جو آج سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ صورت حالات کس نے پیدا کی۔ جس نے یہ صورت حالات پیدا کی وہی موجودہ حالات کا ذمہ دار بھی ہے۔ یہ سب کچھ ہندوؤں کے اپنے ہی ہاتھوں کا کیا ہوا ہے اور یہ فسادات کا تناور درخت وہی ہے جس کا بیج ہندوؤں نے بویا تھا اور اسے آج تک پانی دیتے رہے اور آج جبکہ اس درخت کی شاخیں سارے ہندوستان میں پھیل چکی ہیں۔ ہندوؤں نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہندوؤں کو اس وقت اس بات کا کیوں خیال نہ آیا کہ ہم مسلمانوں کے حقوق کو تلف کر رہے ہیں اور ہر محکمہ میں اور ہر شعبہ میں ان کے ساتھ بے انصافی کر رہے ہیں۔ مجھے پچیس سال شور مچاتے اور ہندوؤں کو توجہ دلاتے ہو گئے ہیں کہ تمہارا یہ طریق آخر رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔ لیکن افسوس کہ میری آواز پر کسی نے کان نہ دھرا اور اپنی من مانی کرتے رہے یہاں تک کہ جب ہمارا احرار سے جھگڑا تھا تو ہندوؤں نے احرار کی پیٹھ ٹھونکی اور حتی الوسع ان کی امداد کرتے رہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ جھگڑا تو ہمارے اور احرار کے درمیان مذہبی مسائل کے متعلق تھا۔ تمہیں اس معاملہ میں کسی فریق کی طرفداری کی کیا ضرورت تھی (-) یہ جو کچھ آج کل ہو رہا ہے یہ سب گاندھی جی' پنڈت نہرو اور مسٹر پٹیل کے ہاتھوں سے رکھی ہوئی بنیادوں پر ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انگریزوں کا بھی اس میں ہاتھ تھا۔ ان کو بھی بار بار اس امر کے متعلق توجہ دلائی گئی کہ ہندوستان کے کروڑوں کروڑ مسلمانوں کے حقوق کو تلف کیا جا رہا ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور باوجود یہ جاننے کے ہوتا رہا کہ مسلمانوں کے حقوق تلف ہو رہے ہیں اور باوجود اس علم کے کہ مسلمانوں سے ناانصافی ہو رہی ہے مسلمان ایک مدت تک ان باتوں کو برداشت کرتے رہے۔ مگر جب یہ پانی سر سے گزرنے لگا تو وہ اٹھے اور انہوں نے اپنے لمبے اور تلخ تجربہ کے بعد جب یہ سمجھ لیا کہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے ان کے حقوق خطرے میں ہیں تو انہوں نے اپنے حقوق کی حفاظت اور آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے الگ علاقہ کا مطالبہ پیش کر دیا۔ کیا وہ یہ مطالبہ نہ کرتے اور ہندوؤں کی ابدی غلامی میں رہنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ کیا وہ اتنی ٹھوکروں کے باوجود بھی نہ جاگتے۔

پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمان اتنے طویل اور تلخ تجربات کے بعد ہندوؤں پر اعتبار کر سکتے تھے۔ ایک دو باتیں ہوتیں تو نظرانداز کی جا سکتی تھیں۔ ایک دو واقعات ہوتے تو بھلائے جا سکتے تھے۔ ایک دو چوٹیں ہوتیں تو ان کو نظرانداز کیا جا سکتا تھا۔ ایک آدھ صوبہ میں مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچا ہوتا تو اس کو بھی بھلایا جا سکتا تھا۔ لیکن متواتر سو سال سے ہر گاؤں میں ہر شہر میں' ہر ضلع میں اور ہر صوبہ میں' ہر محکمہ میں' ہر شعبہ میں مسلمانوں کو دکھ دیا گیا۔ ان کے حقوق کو تلف کیا گیا اور ان کے جذبات کو مجروح کیا گیا اور ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا گیا جو زر خرید غلام کے ساتھ بھی کوئی انصاف پسند آقا نہیں رکھ سکتا کیا اب بھی وہ اپنے اس مطالبہ میں حق بجانب نہ تھے کیا اب بھی وہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تگ و دو نہ کرتے۔ کیا اب بھی وہ اپنی عزت کی رکھوالی نہ کرتے؟ اور کیا اب بھی وہ ہندوؤں کی بدترین غلامی میں اپنے آپ کو پیش کر سکتے تھے؟ مسلمانوں کو ہمیشہ باوجود لائق ہونے کے نالائق قرار دیا جاتا رہا۔ ان کو باوجود اہل ہونے کے نااہل کہا جاتا رہا اور ان کو باجوود قابل ہونے کے ناقابل سمجھا جاتا رہا۔ ہزاروں اور لاکھوں دفعہ ان کے جذبات کو مجروح کیا گیا۔ لاکھوں مرتبہ ان کے احساسات کو کچلا گیا اور متعدد مرتبہ ان کی امیدوں اور امنگوں کا خون کیا گیا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے یہ سب کچھ دیکھا اور وہ چپ رہے۔ یہ سب کچھ ان پہ بیتا اور وہ خاموش رہے۔ انہوں نے خاموشی کے ساتھ ظلم سہے اور صبر کیا۔ کیا اب بھی ان کے خاموش رہنے کا موقعہ تھا؟ یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے وہ اپنا الگ اور بلا شرکت غیرے حق مانگنے کے لئے مجبور نہیں ہوئے بلکہ مجبور کئے گئے۔ یہ حق انہوں نے خود نہ مانگا بلکہ ان سے منگوایا گیا۔ یہ علیحدگی انہوں نے خود نہ چاہی بلکہ ان کو ایسا چاہنے کے لئے مجبور کیا گیا اور اس معاملہ میں وہ بالکل معذور تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ باوجود لیاقت رکھنے کے' باوجود اہلیت کے اور باوجود قابلیت کے انہیں نالائق اور ناقابل کہا جا رہا ہے تو انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس ناانصافی کے انسداد کا سوائے اس کے اور کوئی طریق نہیں کہ وہ ان سے بالکل علیحدہ ہو جائیں۔

میں ہندوؤں سے پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمان فی الواقع نالائق' ناقابل اور نااہل تھے؟ ان کو جب کسی کام کا موقعہ ملا انہوں نے اسے باحسن سرانجام دیا۔ مثلاً سندھ اور بنگال میں ان کو حکومت کا موقعہ ملا ہے انہوں نے اس کو اچھی طرح سنبھال لیا ہے اور جہاں تک حکومت کا سوال ہے ہندوؤں نے ان سے بڑھ کر کونسا تیر مار لیا ہے جو انہوں نے نہیں مارا۔ مدراس' بمبئی' یوپی اور بہار وغیرہ میں ہندوؤں کی حکومت ہے۔ جس قسم کی گورنمنٹ ان کی ان علاقوں میں ہے اسی قسم کی گورنمنٹ سندھ اور بنگال میں بھی ہے اگر لڑائی جھگڑے اور فساد وغیرہ کی وجہ سے کسی گورنمنٹ کو نااہل قرار دینا جائز ہے تو لڑائی تو بمبئی میں بھی ہو رہی ہے۔ یوپی میں بھی ہو رہی ہے اور بہار میں بھی ہو رہی ہے۔ اگر نالائقی اور نااہلی کی یہی دلیل ہو تو بمبئی' یوپی اور بہار وغیرہ کی گورنمنٹوں کو نااہل کہا جائے ایک ہی دلیل کو ایک جگہ استعمال کرنا اور دوسری جگہ نہ کرنا سخت ناانصافی اور بددیانتی ہے۔ اگر یہی قاعدہ کلیہ ہو تو سب جگہ یکساں چسپاں کیا جانا چاہئے نہ کہ جب اپنے گھر کی باری آئے تو اس کو نظرانداز کر دیا جائے۔ کسی علاقہ میں قتل و غارت اور فسادات کا ہونا ضروری نہیں کہ حاکم کی غلطی ہی سے ہو۔

میں پچھلے سال (۱۹۴۶ء) اکتوبر نومبر میں اس نیت سے دہلی گیا تھا کہ کوشش کر کے کانگریس اور مسلم لیگ کی صلح کرا دوں۔ میں ہر لیڈر کے دروازہ پر خود پہنچا اور اس میں میں نے اپنی ذرا بھی ہتک محسوس نہ کی۔ اور کسی کے پاس جانے کو عار نہ سمجھا صرف اس لئے کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ ان کے درمیان انشقاق اور افتراق رہنے کی وجہ سے ملک کے اندر کسی قسم کا فتنہ و فساد ہونے نہ پائے۔ میں مسٹر گاندھی کے پاس گیا اور کہا کہ اس جھگڑے کو ختم کراؤ۔ لیکن انہوں نے ہنس کر ٹال دیا اور کہا میں تو صرف ایک گاندھی ہوں آپ لیڈر ہیں آپ کچھ کریں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کیا واقعہ میں گاندھی ایک آدمی ہے اور اس کا اپنی قوم یا ملک کے اندر کچھ رعب نہیں۔ اگر وہ صرف ایک گاندھی ہے تو سیاسیات کے معاملات میں دخل ہی کیوں دیتا ہے۔ وہ صرف اسی لئے دخل دیتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ اس کی بات کو مانتا ہے۔ مگر میری بات کو ہنس کر ٹلا دیا گیا اور کہہ دیا گیا میں تو صرف گاندھی ہوں اور ایک آدمی ہوں۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ تیس کروڑ کے لیڈر ہیں اور میں ہندوستان کے صرف پانچ لاکھ کا لیڈر ہوں۔ کیا میرے کوئی بات کہنے اور تیس کروڑ کے لیڈر کے کوئی بات کہنے میں کوئی فرق نہیں۔ بیشک میں پانچ لاکھ کا لیڈر ہوں اور میری جماعت میں مخلصین بھی ہیں جو میری ہر بات پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور مجھے واجب الاطاعت تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال وہ پانچ لاکھ ہیں اور پانچ لاکھ کے لیڈر اور تیس کروڑ کے لیڈر کی آواز ایک سی نہیں ہو سکتی۔ تیس کروڑ کے لیڈر کی آواز ضرور اثر رکھتی ہے اور ملک کے ایک معتدبہ حصہ پر رکھتی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہی گاندھی جو ہمیشہ سیاسیات میں حصہ لیتے رہتے ہیں میری بات سننے پر تیار نہ ہوئے۔ اسی طرح پنڈت نہرو کے دروازہ پر گیا اور کہا کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان صلح ہونی نہایت ضروری ہے۔ لیکن انہوں نے بھی صرف یہ کہہ دیا کہ یہ ٹھیک تو ہے.... ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر اب کیا ہو سکتا ہے' کیا بن سکتا ہے۔ اسی طرح میں نے تمام لیڈروں سے ملاقاتیں کر کر کے سارا زور لگایا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جائے مگر افسوس کہ کسی نے میری بات نہ سنی اور صرف اس لئے نہ سنی کہ میں لاکھ کا لیڈر تھا اور وہ کروڑوں کے لیڈر تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ملک کے اندر جگہ جگہ فسادات ہو رہے ہیں اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ اگر یہ لوگ اس وقت میری بات کو مان جاتے اور صلح صفائی کی کوشش کرتے تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر میری بات کو نہ مانا گیا اور صلح سے پہلو تہی اختیار کی۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد بہار اور گڑھ مکتیسر کا واقعہ ہوا۔ اور اب پنجاب میں ہو رہا ہے۔ اگر اب بھی ان لوگوں کی ذہنیتیں نہ بدلیں تو یہ فسادات اور بھی بڑھ جائیں گے اور ایسی صورت اختیار کر لیں گے کہ باوجود ہزار کوششوں کے بھی نہ رک سکیں گے۔ اس وقت ضرورت صرف ذہنیتیں تبدیل کرنے کی ہے۔ اگر آج بھی ہندو اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ آؤ مسلمانو! ہم سے زیادہ حقوق لے لو تو آج ہی صلح ہو سکتی ہے اور یہ تمام جھگڑے رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ بغض پر بغض کی بنیادیں رکھتے چلے جاتے ہیں اور انجام سے بالکل غافل بیٹھے ہیں۔ اگر وہ صلح کرنا چاہیں۔ اگر وہ پنپنا چاہیں اور اگر وہ گلے ملنا چاہیں تو یہ سب کچھ آج ہی ہو سکتا ہے مگر اس کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے ذہنیتوں میں تبدیلی۔ پس آج یہ سوال نہیں رہا کہ ہمارے ساتھ پاکستان بن جانے کی صورت میں کیا ہو گا' سوال تو یہ ہے کہ اتنے لمبے تجربہ کے بعد جبکہ ہندو حاکم تھے' گو ہندو خود تو حاکم نہ تھے بلکہ انگریز حاکم تھے' لیکن ہندو حکومت پر چھائے ہوئے تھے۔ جب ہندو ایک ہندو کو اس لئے ملازمت دے دیتے تھے کہ وہ ہندو ہے۔ جب ہندو اس لئے ایک ہندو کو ٹھیکہ دے دیتے تھے کہ وہ ہندو ہے اور جب وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کو صرف اس لئے قابل اور اہل قرار دیتے تھے کہ وہ ہندو ہیں۔ اور جب ہندو انگریز کی نہیں بلکہ اپنی حکومت سمجھتے ہوئے ہندوؤں سے امتیازی سلوک کرتے تھے اور جب وہ نوکری میں ہندو کو ایک مسلمان پر صرف یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ ہندو ہے فوقیت دیتے تھے اس وقت کے ستائے دکھائے ہوئے اور تنگ آئے ہوئے مسلمان اگر اپنے الگ حقوق کا مطالبہ کریں تو کیا ان کا یہ مطالبہ ناجائز ہے؟ کیا یہ ایک روشن حقیقت نہیں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا رہا جو نہایت ناواجب نہایت ناروا اور نہایت نامنصفانہ تھا۔ حال کا ایک واقعہ ہے۔ ہمارا ایک احمدی دوست فوج میں ملازم ہے۔ باوجودیکہ اس کے خلاف ایک بھی ریمارکس نہ تھا اور دوسری طرف ایک سکھ کے خلاف چار ریمارکس تھے اس سکھ کو اوپر کر دیا گیا اور احمدی کو گرا دیا گیا۔ جب وہ احمدی انگریز کمانڈر کے پاس پہنچا اور اپنا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا واقعی آپ کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ تم درخواست لکھ کر میرے پاس لاؤ۔ لیکن جب وہ احمدی درخواست لے کر انگریز افسر کے پاس پہنچا تو اس نے درخواست اپنے پاس رکھ لی اور اسے اوپر نہ بھجوایا۔ کئی دن کے بعد جب دفتر سے پتہ لیا گیا کہ آخر وجہ کیا ہے کہ درخواست کو اوپر بھجوایا نہیں گیا تو دفتر والوں نے بتایا کہ اصل بات یہ ہے کہ شملہ سے آرڈر آگیا ہے کہ کوئی اپیل اس حکم کے خلاف اوپر نہ بھجوائی جائے۔ جس قوم کے ساتھ اتنا لمبا عرصہ یہ انصاف برتا گیا ہو کیا وہ اس امر کا مطالبہ نہ کرے گی کہ اسے الگ حکومت دی جائے۔ ان حالات کے پیش نظر ان کا حق ہے کہ وہ یہ مطالبہ کریں اور ہر دیانتدار کا فرض ہے کہ خواہ اس میں اس کا نقصان ہو' مسلمانوں کے اس مطالبہ کی تائید کرے۔

پس ایک نقطہ نگاہ تو یہ ہے جس سے ہم اس اخبار کے متعلقہ مضمون پر غور کر سکتے ہیں۔ دوسرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ بیشک ہمیں مسلمانوں کی طرف سے بھی بعض اوقات تکالیف پہنچ جاتی ہیں اور ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ شاید وہ ہمیں پھانسی پر چڑھا دیں گے۔ لیکن میں ہندوؤں سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں نے ہمیں کب سکھ دیا تھا۔ تم لوگوں نے ہمیں کب آرام پہنچایا تھا............ اور تم لوگوں نے کب ہمارے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ کیا بہار میں بے گناہ احمدی مارے گئے یا نہیں؟ کیا ان لوگوں کی جائدادیں تم لوگوں نے تباہ کیں یا نہیں؟ کیا ان کو بے جا دکھ پہنچایا یا نہیں؟ کیا گڑھ مکتیسر میں شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا لڑکا تمہارے مظالم کا شکار ہوا یا نہیں؟ حالانکہ وہ ہیلتھ آفیسر تھا اور وہ تمہارے میلے میں اس لئے گیا تھا کہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کرے۔ اگر تم میں سے کسی کو زخم لگ جائے تو اس پر مرہم پٹی کرے اور اگر تم میں سے کوئی بخار سے مر رہا ہو تو اسے کونین کھلائے۔ وہ ایک ڈاکٹر تھا اور ڈاکٹری ایک ایسا پیشہ ہے جس کو فرقہ وارانہ حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ وہ بیچارا تمہارے علاج معالجہ کے لئے گیا تھا اس کو تم نے کیوں قتل کر دیا؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی شقاوت قلبی کی کوئی اور مثال ہو سکتی ہے؟ کیا اس سے آگے بھی ظلم کی کوئی حد ہے؟ پھر اس کی بیوی نے خود مجھے اپنے دردناک حالات سنائے اس نے بتایا کہ غنڈوں نے اس کے منہ میں مٹی ڈالی۔ اسے مار مار کر ادھ مؤا کر دیا۔ اس کے کپڑے اتار لئے اور اسے دریا میں پھینک دیا اور پھر اسی پر بس نہ کی بلکہ دریا میں پھینک کر سوٹیوں کے ساتھ دباتے رہے تاکہ اس کے مرنے میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ تیرنا جانتی تھی اور وہ ہمت کر کے ہاتھ پاؤں مار کر دریا سے نکل آئی اور پھر کسی کی مدد سے ہسپتال پہنچی۔ کیا اس سے بڑھ کر بے دردی کی کوئی مثال ہو سکتی ہے کہ ایک ناکردہ گناہ شخص اور پھر عورت پر اس قسم کے مظالم توڑے جائیں؟ کیا اس قسم کی حرکات سفاکانہ نہیں ہیں؟ ان حالات کی موجودگی میں اگر ہمارے لئے دونوں طرف ہی موت ہے تو ہم ان لوگوں کے حق میں کیوں رائے نہ دیں جن کا دعویٰ حق پر ہے۔

پھر تیسرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اگر ہم ان تمام حالات کی موجودگی میں جو اوپر ذکر ہو چکے ہیں انصاف کی طرفداری کریں گے تو کیا خدا تعالیٰ ہمارے اس فعل کو نہ جانتا ہو گا کہ ہم نے انصاف سے کام لیا ہے۔ جب وہ جانتا ہو گا تو وہ خود انصاف پر قائم ہونے والوں کی پشت پناہ ہو گا۔ لکھنے والوں نے تو لکھ دیا کہ احمدیوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ وہی سلوک ہو گا جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا مگر میں ان سے پوچھتا ہوں کہاں ہے امان اللہ؟ اگر اس نے احمدیوں پر ظلم کیا تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے اس کے اسی جرم کی پاداش میں اس کی دھجیاں نہ اڑا دیں؟ کیا خدا تعالیٰ نے اس کی حکومت کو تباہ نہ کر دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے تار و پود کو بکھیر کر نہ رکھ دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی ذریت سمیت ذلیل اور رسوائے عالم نہ کر دیا؟ کیا خدا تعالیٰ نے مظلوموں پر بے جا ظلم ہوتے دیکھ کر ظالموں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے امان اللہ کے اس ظلم کا اس سے کما حقہ بدلہ نہ لیا؟ ہاں کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی شان و شوکت رعب اور دبدبہ کو خاک میں نہ ملا دیا؟

پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارا وہ خدا جس نے اس سے پیشتر ہر موقعہ پر ہم پر ظلم کرنے والوں کو سزائیں دیں کیا (اللہ پناہ دے) اب وہ مر چکا ہے؟ وہ ہمارا خدا اب بھی زندہ ہے اور اپنی ساری طاقتوں کے ساتھ اب بھی موجود ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم انصاف کا پہلو اختیار کریں گے اور اس کے باوجود ہم پر ظلم کیا جائے گا تو وہ ظالموں کا وہی حشر کر دے گا جو امان اللہ کا ہوا تھا۔ اگر ہم پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے تو کیا اب چھوڑ دیں گے؟ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے۔ وہ انصاف کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور ظالموں کو سزا دیتا ہے۔ وہ اب بھی اسی طرح کرے گا جس طرح اس سے پیشتر وہ ہر موقعہ پر ہماری نصرت اور اعانت فرماتا رہا۔ اس کی پکڑ، اس کی گرفت اور اس کی بطش اب بھی شدید ہے جس طرح کہ پہلے شدید تھی۔ کیا اب ہم (اللہ پناہ دے) یہ سمجھ لیں گے کہ ہمارے انصاف پر قائم ہو جانے سے وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ احمدیت کا پودا کوئی معمولی پودا نہیں۔ یہ اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کرے گا اور مخالف حالات کے باوجود کرے گا۔ دشمن پہلے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے مگر یہ پودا ان کی حسرت بھری نگاہوں کے سامنے بڑھتا رہا۔ تاریکی کے فرزندوں نے پہلے بھی حق کو دبانے کی کوشش کی مگر حق ہمیشہ ابھرتا رہا اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہو گا یہ چراغ وہ نہیں جسے دشمن کی پھونکیں بجھا سکیں یہ درخت وہ نہیں ہے جسے عداوت کی آندھیاں اکھاڑ سکیں ہوائیں چلیں گی، طوفان آئیں گے، مخالفت کا سمندر ٹھاٹھیں مارے گا اور لہریں اچھالے گا مگر یہ جہاز جس کا ناخدا خود خدا ہے پار لگ کر ہی رہے گا۔ امان اللہ کا واقعہ یاد دلانے سے کیا فائدہ۔ کیا تمہیں صرف امان اللہ کا ظلم ہی یاد رہ گیا اور تم نے اس کے انجام کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ تمہیں وہ واقعہ یاد رہ گیا۔ مگر اس واقعہ کا نتیجہ تم بھول گئے۔ کیا امان اللہ کی ذلت اور رسوائی کی کوئی مثال تمہارے پاس موجود ہے۔ تم نے وہ واقعہ یاد دلایا تھا تو تم اس کا انجام بھی دیکھتے۔ جب وہ یورپ روانہ ہوا تو خود اس کے ایک درباری نے خط لکھا کہ ہماری مجالس میں بار بار یہ ذکر آیا ہے کہ یہ جو کچھ ہماری ذلت ہوئی وہ اسی ظلم کی وجہ سے ہوئی ہے جو ہم نے احمدیوں کے ساتھ کیا تھا۔ امید ہے کہ اب جبکہ سزا مل چکی ہے آپ ہمارے لئے بددعا نہ کریں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس کے درباریوں کو یہ یقین تھا کہ اس کی ذلت کا سبب اس کا ظلم ہے۔

آج وہی امان اللہ جو ایک بڑی شان و شوکت، رعب و جلال اور دبدبہ کا مالک تھا اپنے ظلم کی وجہ سے اس حال کو پہنچ چکا ہے کہ وہ اٹلی میں بیٹھا اپنی ذلت کے دن گذار رہا ہے وہ کتنا چالاک اور ہوشیار بادشاہ تھا کہ اس نے اپنی باجگذار ریاست کو آزاد بنا دیا۔ مگر جب اس نے غریب احمدیوں پر ظلم کیا تو اس کی ساری طاقت اور قوت مٹا دی گئی اور اس نے اپنے ظلم کا نتیجہ پا لیا اور ایسا پایا کہ آج تک اس کی سزا بھگت رہا ہے۔ ایک طالب حق اور انصاف پسند آدمی کے لئے یہی ایک نشان کافی ہے۔ کاش! لوگ اس پر غور کرتے۔

شاید یہاں کوئی شخص یہ اعتراض کر دے کہ امان اللہ کے باپ نے بھی تو احمدی مروائے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے ناواقفی سے ایسا کیا تھا اور امان اللہ نے جان بوجھ کر۔ کیونکہ ہمارے استفسار پر اس کی حکومت کی طرف سے لکھا گیا تھا کہ بیشک احمدی مربی بھجوا دیئے جائیں اب وہ وحشت کا زمانہ نہیں رہا، ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔ لیکن جب ہمارے (مربی) وہاں پہنچے تو اس نے انہیں قتل کرا دیا۔ پھر یہ بھی نہیں کہ حبیب اللہ کو سزا نہیں ملی۔ وہ بھی اس سزا سے باہر نہیں رہا کیونکہ اس کی ساری نسل تباہ ہو گئی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف امان اللہ کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اس بدلہ میں حبیب اللہ اور عبدالرحمٰن بھی شامل ہیں۔

پس یہ ہے ہمارا تیسرا نقطۂ نگاہ۔ ان تینوں نقطہ ہائے نگاہ سے دیکھتے ہوئے ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ ہم نے تو اس معاملہ کو انصاف کی نظروں سے دیکھنا ہے اور انصاف کے ترازو پر تولنا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں انصاف کا یہ حال ہے کہ برابر سو سال سے ہندو مسلمانوں کو تباہ کرتے چلے آ رہے تھے اور صرف ہندو نام دیکھ کر ملازمت میں رکھ لیتے رہے اور مسلمان کا نام آنے پر اس کی درخواست کو مسترد کر دیتے رہے۔ جب درخواست پر رلا رام کا نام لکھا ہوتا تو درخواست کو منظور کر لیا جاتا رہا۔ اور جب درخواست پر عبدالرحمٰن کا نام آ جاتا تو اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا۔ اس بات کا خیال نہ رکھا جاتا رہا کہ رلا رام اور عبدالرحمٰن میں کون اہل ہے اور کون نااہل۔ اس بات کو ملحوظ نہ رکھا جاتا رہا کہ رلا رام اور عبدالرحمٰن میں سے کون قابل ہے اور کون ناقابل، اور اس امر کو پیش نظر نہ رکھا جاتا رہا کہ رلا رام اور عبدالرحمٰن میں کون لائق ہے اور کون نالائق۔ صرف ہندوانہ نام کی وجہ سے اسے رکھ لیا جاتا اور صرف اسلامی نام کی وجہ سے اسے رد کر دیا جاتا۔

ہم نے ان حالات کی وجہ سے بار بار شور مچایا۔ ہندو لیڈروں سے اس ظلم کے انسداد کی کوشش کے لئے کہا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور رینگتی بھی کیسے، وہ اپنی اکثریت کے نشے میں چُور تھے، وہ اپنی حکومت کے رعب میں مدہوش تھے اور وہ اپنی طاقت کی وجہ بدمست تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ہر جہت سے نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی ہر ترقی کی راہ میں روکاٹیں ڈالیں اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن سازشیں کیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں۔ چاہے وہ ہمیں ماریں یا دکھ پہنچائیں۔ ہمیں تو ہر قوم نے ستایا اور دکھ دیا ہے۔ لیکن ہم نے انصاف نہیں چھوڑا۔ جب ہندوؤں پر مسلمانوں نے ظلم کیا ہم نے ہندوؤں کا ساتھ دیا۔ جب مسلمانوں پر ہندوؤں نے ظلم کیا ہم نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ جب لوگوں نے بغاوت کی ہم نے حکومت کا ساتھ دیا۔ اور جب حکومت نے ناواجب سختی کی ہم نے رعایا کی تائید میں آواز اٹھائی اور ہم اسی طرح کرتے جائیں گے خواہ اس انصاف کی تائید میں ہمیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ ہمیں سب قوموں کے سلوک یاد ہیں (-) کیا لیکھرام ہندو تھا یا نہیں؟ وہ لوگ جنہوں نے احراریوں کا ساتھ دیا تھا وہ ہندو تھے یا نہیں؟

مگر ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ جو شخص یا جماعت خدا تعالیٰ کا پیغام لے کر کھڑی ہو اس کی ساری دنیا دشمن ہوتی ہے۔ اس لئے لوگوں کی ہمارے حق کے ساتھ دشمنی ایک طبعی امر ہے ہم نے ملکانہ میں جہاں لاکھوں مسلمانوں کو آریوں نے مرتد کر دیا تھا اور شدھ بنا لیا تھا جا کر (دعوت الی اللہ) کی اور انہیں پھر حلقہ بگوش (دین حق) کیا اور جب وہاں (دین حق) کو غلبہ نصیب ہو گیا اور آریہ مغلوب ہو گئے تو وہی لوگ جو ملکانوں کے ارتداد کے وقت شور مچاتے تھے کہ احمدی کہاں گئے اور کہتے تھے وہ اب کیوں (دعوت الی اللہ) نہیں کرتے، وہی شور مچانے والے ملکانوں کے دوبارہ (دین میں شامل ہونے پر) ان کے گھر گھر گئے اور کہتے پھرے تم آریہ ہو جاؤ مگر مرزائی نہ بنو۔ ادھر ہندو ریاستوں نے ظلم پر ظلم کئے۔ الور والوں نے بھی ظلم کیا اور بھرت پور میں بھی یہی حال ہوا۔ جب ہمارے آدمی وہاں جاتے تو راجہ کا حکم پہنچ جاتا کہ تمہاری وجہ سے امن شکنی ہو رہی ہے جلد از جلد اس علاقے سے نکل جاؤ۔

ملکانہ کے ایک گاؤں میں ایک بڑھیا مائی جمیا شدھ ہونے سے بچی تھی باقی اس کے تین چار بیٹے آریوں نے مرتد کر لئے تھے اور بیٹوں نے اس بڑھیا ماں سے کہا تھا کہ ماں! ہم دیکھیں گے کہ اب مولوی ہی آ کر تمہارا فصل کاٹیں گے۔ کسی نے مجھے لکھا کہ ایک بڑھیا کو اس قسم کا طعنہ دیا گیا ہے اور اب اس کی فصل پک کر تیار کھڑی ہے۔ میں نے کہا (دین حق) اور احمدیت کی غیرت چاہتی ہے کہ اب مولوی اور تعلیم یافتہ لوگ ہی جا کر اس بڑھیا کا کھیت کاٹیں۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے تحریک کی تو بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ جن میں جج بھی تھے اور بیرسٹر بھی، وکلاء بھی تھے اور ڈاکٹر بھی، مولوی بھی تھے اور مدرس بھی۔ اور انہیں میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے والد بھی گئے اور خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب سیشن جج بھی گئے ان سب تعلیم یافتہ لوگوں نے جا کر اس بڑھیا کا کھیت کاٹا۔ ان کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے۔ مگر اس بات کا اتنا رعب ہوا کہ اس سارے علاقہ میں احمدیوں کی دھاک بیٹھ گئی مگر وہاں کے راجہ نے اتنا ظلم کیا کہ یہ لوگ چار پانچ میل گرمی میں جاتے تھے تو رات کو واپس سٹیشن پر آ کر سوتے تھے۔ چوہدری نصراللہ خاں صاحب باوجودیکہ بڈھے آدمی تھے ان کو بھی مجبوراً روزانہ گرمی میں چار میل جانا اور چار میل آنا پڑتا تھا۔ آخر میں نے اپنا ایک آدمی گورنمنٹ ہند کے پولیٹیکل سیکرٹری کی طرف بھجوایا کہ اتنا ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ اس ریاست میں جو چار پانچ لاکھ ہندو ہے وہ فساد نہیں کرتا اور ہمارے چند آدمیوں کے داخلہ سے فساد کا اندیشہ ہے۔ اس وقت پولیٹیکل سیکرٹری سر تھامسن تھے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں راجہ سے کہوں گا۔ اگر وہ مان جائے تو بہتر ہے۔ سر تھامسن نے ہمدردی کی مگر ساتھ معذوری کا اظہار بھی کیا۔ لیکن ابھی اس پر پندرہ دن بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ راجہ پاگل ہو گیا اور اس کو ریاست سے باہر نکال دیا گیا۔ اور پاگل ہونے کی حالت میں ہی وہ مرا۔ اسی طرح اس وقت کے الور والے راجہ کو بھی بعد میں سیاسی جرائم کی وجہ سے نکال دیا گیا۔

پس ہمارا خدا جو علیم اور خبیر ہے وہ اب بھی موجود ہے۔ اگر ہم انصاف سے کام لیں گے اور پھر بھی ہم پر ظلم ہو گا تو وہ ضرور ظالموں کو

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

شمالی کوریا/امریکہ- سمجھوتے کے قریب

شمالی کوریا کے ایٹمی پروگرام کو روکنے کے بارے میں امریکہ کی کوششیں بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہو رہی ہیں۔ شمالی کوریا نے پہلے تو بڑی سختی کا مظاہرہ کیا تھا۔ لیکن اب چونکہ دنیا میں ایک ہی سپر طاقت باقی رہ گئی ہے اور طاقت کا سارا توازن صرف اور صرف امریکہ کے حق میں ہو گیا ہے۔ اس لئے امریکہ جو کہے چھوٹے ملکوں کو تسلیم کرتے ہی بن پڑتی ہے۔ عراق کے حشر کے بعد دنیا کے خصوصاً چھوٹے ممالک سہم کر رہ گئے ہیں لہٰذا شمالی کوریا نے بھی عافیت اسی میں سمجھی کہ امریکہ کی سے محاذ آرائی نہ کی جائے اور خاموشی سے امریکہ کی مان لی جائے۔ شمالی کوریا کے آنجہانی صدر کم ال سنگ یہ ساری بات مان کر اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور اب ان کے بیٹے نے جو ان کا جانشین ہے اس پالیسی کو جاری رکھا ہے۔ اور اب جینوا میں امریکہ اور شمالی کوریا کی بات چیت کسی سمجھوتے پر پہنچتی دکھائی دے رہی ہے۔

امریکہ اور شمالی کوریا متنازعہ ایٹمی فیول راڈز کو ری پروسس کئے بغیر لمبے عرصے تک سٹور کرنے پر متفق ہو گئے ہیں۔ سفارتی ذرائع نے بتایا ہے کہ دونوں ملک اس ضمن میں ڈیڈ لائن میں بھی توسیع کر دیں گے تاکہ دونوں کے درمیان بات چیت کے لئے وقت مل سکے۔

اس وقت یہی تنازعہ تھا کہ شمالی کوریا ایٹمی فیول راڈز کو ری پروسس کرنا چاہتا تھا۔ اس عمل میں اتنا پلوٹونیم اسے حاصل ہو سکتا تھا جو پانچ ایٹم بموں کی تیاری کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ امریکہ شمالی کوریا کو اس کام سے باز رکھنا چاہتا ہے۔

امریکی نمائندے رابرٹ گیلوچی نے کہا کہ ہماری بات چیت آگے بڑھی ہے شمالی کوریا کے نمائندوں نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ دلچسپ اور قابل غور ہیں۔ اگرچہ ہم آگے بڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود بعض بہت ہی پیچیدہ معاملات حل طلب ہیں۔ امریکی نائب وزیر خارجہ شمالی کوریا کے وفد سے نو گھنٹے طویل مذاکرات کر چکے ہیں۔

شمالی کوریا کے نمائندے اول نائب وزیر خارجہ کانگ سوک جو نے کہا ہم نے اہم تجاویز دی ہیں۔ یہ عالمی برادری کی فکر کا سوال ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ دونوں طرفوں میں اختلافات ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم نے اتفاق کا راستہ بھی ڈھونڈ نکالا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام گریفائٹ ماڈریٹڈ ری ایکٹرز میں منجمد کر دیں گے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہو گی کہ ہمیں ہلکے پانی کے ری ایکٹروں کے لئے مدد دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پیانگ یانگ (شمالی کوریا کا دارالحکومت) اپنے زیر تعمیر گریفائیٹ ری ایکٹر کو فریز کرنے کے عوض مناسب اور مطلوبہ قیمت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

مسٹر کانگ نے کہا کہ ان کے وفد نے ان آٹھ ہزار فیول راڈز کے بارے میں اپنی تجاویز دی ہیں جو گزشتہ جون میں یانگ بیان کے ایٹمی ری ایکٹر سے لگائی گئی تھیں اور یہ کام بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کے مشورے کے برخلاف کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ان راڈز کو ایک ٹھنڈے حوض میں رکھ دیا گیا تھا۔

مسٹر گیلوچی نے کہا کہ دونوں اطراف نے ان آٹھ ہزار فیول راڈز کے معاملے پر بحث کی جن کو خفیہ طور پر متنازعہ ایٹمی ری ایکٹر یانگ بیان سے نکالا گیا تھا اور عالمی ایٹمی توانائی کے ادارے کی اس ہدایت کی خلاف ورزی کی گئی تھی جس نے کہا تھا کہ اس کام کے وقت اس کے نمائندوں کو موجود رہنا چاہئے۔

شمالی کوریا کے ذرائع نے بتایا ہے کہ شمالی کوریا نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ امریکہ اس کے گریفائٹ بیس ری ایکٹر کو امریکی امداد کے ذریعے ہلکے پانی کے ری ایکٹر میں تبدیل کر دے گا جو ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کے لئے معیار کی پلوٹونیم تیار نہیں کر سکتا۔

مغربی ملکوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ان مذاکرات کے بہانے سے شمالی کوریا کے نئے لیڈر کا یہ عندیہ بھی لیا جائے گا کہ وہ اپنے ملک کو کمیونسٹ نظام کے حامل تن تنہا ایٹمی اور خارجہ پالیسی سے باہر لے آئیں گے یا نہیں مغربی ممالک یہ چاہتے ہیں کہ کہ شمالی کوریا اب ماضی کی کمیونسٹ پالیسیوں پر اصرار چھوڑ دے اور اپنے ملک کو دنیا کے دیگر ممالک کی طرح کھلا کر دے۔ جہاں عام لوگوں کو آنے جانے اور شمالی کوریا کے لوگوں کو باہر آنے جانے کی اجازت اور عام آزادیاں ہوں۔ یاد رہے کہ کمیونسٹ نظام کا یہ خاصہ بھی تھا کہ نہ تو وہاں کے لوگوں کو باہر جانے کی عام اجازت ہوتی تھی اور نہ ہی غیر ملکیوں کو عام طور پر خوش آمدید کہا جاتا تھا۔ دنیا بھر میں اب شمالی کوریا اپنی طرز کا واحد کمیونسٹ ملک ہی باقی رہ گیا ہے۔ کمیونزم اگرچہ چین میں بھی ہے لیکن وہاں پر بہت سی آزادیاں بھی موجود ہیں اور سرمایہ دارانہ نظام کی بہت سی باتیں وہاں پر رائج ہو چکی ہیں۔ چینیوں کو دیگر ممالک آنے جانے پر بھی پابندی نہیں۔ خیال ہے کہ اب شمالی کوریا کو بھی اس راستے پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔

امریکی وزیر خارجہ شام نہیں رکے

امریکی وزیر خارجہ کا ارادہ تھا کہ وہ حالیہ دورہ مشرق وسطی میں اسرائیل سے واپس واشنگٹن جاتے ہوئے شام میں ایک بار پھر رکیں گے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر وارن کرسٹوفر شام کے رویے سے خاصے ناامید ہو گئے ہیں چنانچہ انہوں نے واپسی پر شام رکنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور سیدھے واشنگٹن چلے گئے۔ حالانکہ انہوں نے تل ابیب میں اسرائیل کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ سے ملاقاتیں کی تھیں اور وہ ان ملاقاتوں سے حاصل ہونے والے نتائج سے شام کے صدر کو آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کی جوابی رائے حاصل کر کے واشنگٹن جانا چاہتے تھے جہاں پر انہوں نے اپنے حالیہ دورے کی رپورٹ صدر کلنٹن کو پیش کرنا تھی۔

باور کیا جاتا ہے کہ صدر اسد کے سخت اور غیر مفاہمانہ رویے کی وجہ سے انہوں نے شام رکنے کا ارادہ ملتوی کیا ہے۔ انہوں نے سوچا ہو گا کہ صدر اسد نے ان کی بات ماننی تو ہے نہیں۔ رکنے کا کیا فائدہ؟

اب خیال ہے کہ مسٹر وارن کرسٹوفر ستمبر میں پھر آئیں گے اگرچہ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ امریکہ اب "گرد بیٹھنے کا انتظار" کرے گا اور شاید آئندہ ملاقات میں تاخیر ہو جائے۔ صدر اسد کا رویہ خاصا بے لچک معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اسرائیل بھی نرمی پر مائل نہیں۔ مشرق وسطی کی ساری صورت حال میں یہ بات غیر معمولی ہے۔

۲۰ سالہ پرانی واقفیت

اسرائیل اور اردن کی سرحد کھلنے کے موقع پر جو تقریب منعقد ہوئی اس میں ایک دلچسپ گفتگو بھی ہوئی۔ اخبار نویسوں نے اسرائیلی وزیراعظم سے دریافت کیا آپ شاہ حسین کو کب سے جانتے ہیں۔ اخبار نویس یہ جاننا چاہتے تھے کہ آیا ان لیڈروں کی اس سے قبل ملاقات کی خبریں درست ہیں یا نہیں۔ اسرائیلی وزیراعظم نے اخبار نویس کے سوال کے جواب میں کہا کہ یہ سوال امریکہ کے صدر مسٹر کلنٹن نے بھی مجھ سے کیا تھا جب میں اور شاہ حسین ۲۵ جولائی کو واشنگٹن میں پہلی بار سرعام ملے تھے۔ مسٹر رابن نے کہا کہ شاہ تو امریکی صدر کے اس سوال پر خاموش رہے مگر میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہم ۲۱ سال سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ اس پر شاہ نے اپنی خاموشی توڑی اور میری درستی کرتے ہوئے کہا کہ "نہیں بیس سال سے" درحقیقت شاہ حسین نے درست کہا تھا ہم پہلی بار بیس سال قبل ملے تھے اور اس دوران نو مرتبہ انہوں نے خفیہ طور پر ملاقات کی تھی۔ اور پہلی پبلک ملاقات ۲۵- جولائی ۱۹۹۴ء واشنگٹن میں ہوئی تھی۔

اردن کو انعام

امریکہ کے صدر مسٹر کلنٹن نے ان تیرہ ممالک کو جنہوں نے اردن کو قرضے دیئے ہوئے ہیں یہ کہا ہے کہ وہ اردن کے قرضوں میں کمی کر دیں۔ یعنی جس حد تک وہ معاف کر سکتے ہیں اس حد تک قرضے معاف کر دیں۔ اور جو رعائت دے سکتے ہیں وہ دے دیں۔ یہ قدم اردن کو اسرائیل کے ساتھ دوستی کرنے کے اعتراف میں اٹھایا جائے گا۔ امریکہ نے کہا ہے کہ یہ ممالک اس بارے میں فوری کارروائی کریں تاکہ اردن کے قرضوں کا بوجھ ہلکا کرنے کی اہم کارروائی کی جا سکے۔ یہ بات مشرق وسطی کے امن کے لئے بھی بہت اہم ہے۔ صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ یہ بات ضروری ہے کہ اردن کے لوگوں کو امن کے فوائد سے اچھی طرح بہرہ ور کیا جائے۔

بقیہ صفحہ ۵

گرفت کئے بغیر نہ چھوڑے گا۔ ظلم تو ہمیشہ سے (خدائی) جماعتوں پر ہوتا آیا ہے۔ مگر یہ نہایت ذلیل احساسات ہیں جو اس اخبار نے پیش کئے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی ہم پر ہمیشہ ظلم کیا(-)۔ آخر ہمارے ساتھ کس نے کمی کی۔ مگر ہر موقعہ پر خدا ہماری مدد کرتا رہا۔ ہمارا دشمن اگر ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی بھی کرے تو ہم انصاف سے کام لیں گے اور جب تک یہ روح ہمارے اندر پیدا نہ ہو جائے خدا ہمارا ساتھ نہیں دے گا۔ پس ہم دیکھیں گے کہ حق کس کا ہے۔ ہندو کا ہو گا تو اس کی مدد کریں گے۔ سکھ کا ہو گا تو اس کی مدد کریں گے۔ مسلمان کا ہو گا تو اس کی مدد کریں گے۔ ہم کسی کی دوستی اور دشمنی کو نہیں دیکھیں گے بلکہ اس معاملہ کو انصاف کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ اور جب انصاف پر قائم ہونے کے باوجود ہم پر ظلم ہو گا تو خدا کہے گا انہوں نے دشمنوں کے ساتھ انصاف کیا تھا کیا میں ان کا دوست ہو کر ان سے انصاف نہ کروں گا اور اس کی غیرت ہمارے حق میں بھڑکے گی جو ہمیشہ ہمارے کام آئے گی۔

(الفضل ۲۱- ہجرت / مئی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۴۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

نکاح

○ مکرمہ بشریٰ نوشابہ صاحبہ بنت مکرم غلام احمد صاحب ناصر آفس سپرنٹنڈنٹ کسٹم ہاؤس کوئٹہ کا نکاح مکرم عبید الرحمان صاحب ارشد کے صاحب زادے عزیز الرحمان صاحب آف لاہور کے ہمراہ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر کے عوض بیت الحمد کوئٹہ میں مورخہ ۲۲۔ جولائی ۱۹۹۴ء کو مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھا۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے باعث برکت کرے۔

آل پاکستان تقریری مقابلہ

(زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

○ قیادت ضلع لاہور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مورخہ ۳ جون ۱۹۹۴ء کو کل پاکستان تقریری مقابلے کا اہتمام کیا۔ مرکزی شعبہ تعلیم اور قیادت ضلع کی طرف سے مختلف اضلاع کے خدام کو بلایا گیا۔ مرکز سے مکرم صدر صاحب مجلس، مہتمم تعلیم، معاون صدر اور نائب مہتمم تعلیم نے شرکت کی۔

مقابلے میں ۱۹۔ اضلاع کے ۳۲ خدام نے شرکت کی ان اضلاع میں اسلام آباد، راولپنڈی، میرپور (آزاد کشمیر)، کوٹلی، جہلم، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راجن پور، لودھراں، ڈیرہ غازی خان، میرپور خاص، اوکاڑہ، کراچی، فیصل آباد، سرگودھا، ربوہ، حافظ آباد اور بھکر شامل ہوئے۔ عنوانات تھے "حضرت بانی سلسلہ کے علمی معجزے" اور "امامت احمدیہ"۔

یہ مقابلہ دارالذکر لاہور میں صبح دس بجے سے سوا ایک بجے تک جاری رہا۔ اس میں اول مکرم غلام مرتضیٰ بلوچ صاحب ضلع میرپور خاص دوم مکرم عمر وسیم صاحب ربوہ اور سوم مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب لاہور رہے۔ ۸ خدام کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے گئے۔ جمعہ کے بعد محترم صدر صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔

نوٹس داخلہ

○ گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارہویں کلاس میں آرٹس اور سائنس مضامین میں داخلہ گورنمنٹ کی داخلہ پالیسی کے عین مطابق میرٹ کی بنیاد پر ہوگا۔ جو ۲۸۔ اگست ۹۴ء تک بغیر لیٹ فیس کے جاری رہے گا۔

خصوصی سیٹوں پر داخلہ کے لئے الگ فارم جمع کروانے ہونگے۔ دفتر میں داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۱۵۔ اگست ۹۴ء ہے۔ داخل شدہ امیدواروں کی لسٹ ۲۰۔ اگست کو کالج نوٹس بورڈ پر لگادی جائے گی۔ فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۵۔ اگست ۹۴ء ہے۔ داخلہ فارم اور پراسپکٹس دفتر سے دستیاب ہیں۔

(پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت- ربوہ)

مدرستہ الحفظ / عائشہ دینیات کلاس

○ مدرستہ الحفظ اور عائشہ دینیات کلاسز موسمی تعطیلات کے بعد ۱۶۔ اگست سے کھل رہے ہیں۔ طالبات سابقہ وقت کے مطابق حاضر ہو جائیں۔ نیز عائشہ دینیات کلاس میں سال اول کا داخلہ بھی ہوگا جو ۲۲۔ اگست تک جاری رہے گا۔ اس کلاس میں میٹرک، ایف۔ اے اور بی۔ اے پاس طالبات داخلہ کی مجاز ہیں۔ نصاب اور جملہ معلومات داخلہ کے وقت فراہم کردی جائیں گی البتہ طالبات قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا شروع کردیں۔

پرنسپل عائشہ دینیات کلاس

سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی خدام

"کسوف و خسوف کا نشان"

○ مرکزی مقابلہ مقالہ نویسی خدام "کسوف و خسوف" کی آخری تاریخ بڑھا کر یکم ستمبر کردی گئی ہے۔ خدام کی خدمت میں درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں۔

(مہتمم تعلیم)

حاصل مطالعہ

ماہنامہ انصار اللہ جولائی ۹۴ء کے شمارے میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے رسومات شادی بیاہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس رپورٹ پر حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے ہیں) کا مفصل تبصرہ ہم اپنے قارئین کی توجہ اس اشاعت کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ ضرور پڑھیں۔

انصار اللہ اور عربی زبان کی صلاحیت

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے ذریعے ۲۔ جولائی ۹۳ء کے خطبہ میں ساری دنیا کے احمدیوں کو عربی زبان سیکھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"احمدیوں کو چاہئے کہ عربی زبان میں ترقی کریں"۔

"مقصد یہ پیش نظر ہو کہ اتنی عربی سیکھ لی جائے کہ جس سے کلام الٰہی کا مطلب آسانی سے براہ راست سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے"۔

زعماء کرام اپنی مجلس / مقامی جماعت میں جائزہ لیں کہ کتنے انصار / افراد عربی زبان پڑھے / جانتے ہیں، اور کتنے عربی زبان پڑھا سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں پڑھانے کے لئے وقت بھی دے سکتے ہیں۔

۲۔ ہر مجلس / البیت میں کلام الٰہی کا ترجمہ پڑھانے / سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔ ہر روز کسی ایک نماز کے بعد دو۔ تین۔ آیات کا ترجمہ سکھایا جائے۔

۳۔ نمازوں میں عموماً تلاوت کی جانے والی سورتوں کا ترجمہ پہلے سکھایا جائے۔

۴۔ عربی زبان سیکھنے کے لئے مارکیٹ میں دستیاب لٹریچر / کیسٹس کتب سے مدد نیز ریڈیو / ٹی وی پر تدریس العربی کے اسباق سے فائدہ اٹھایا جائے۔ احمدیہ انٹرنیشنل ٹی وی سے بھی زبانیں سکھانے کے پروگرام زیر ترتیب ہیں۔ ان سے بھی حسب سہولت فائدہ اٹھایا جائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

اعلان داخلہ نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ

○ کالج ہذا میں سال اول کے لئے پری میڈیکل و پری انجینئرنگ کلاسز میں داخلہ کے لئے پروگرام میں درج ذیل تبدیلی کی گئی ہے۔

۱۔ داخلہ فارم و پراسپکٹس دفتر سے صبح آٹھ بجے تا بارہ بجے تک حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔ داخلہ فارم واپس دفتر میں داخل کروانے کی آخری تاریخ ۱۶۔ اگست ۹۴ء ہے۔

۳۔ انٹرویو ۱۷۔ اگست ۹۴ء کو صبح آٹھ بجے اکیڈمی میں ہونگے۔

۴۔ کامیاب امیدواروں کی لسٹ ۱۸۔ اگست کو بورڈ پر لگادی جائے گی۔

ادارہ ہذا محکمہ تعلیم فیصل آباد سے باقاعدہ منظور شدہ ہے اور یہاں N.C.C کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔

(پرنسپل)

ضرورت سٹاف

○ نصرت جہاں اکیڈمی میں درج ذیل مضامین کے لئے اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں۔

شماریات، معاشیات، ریاضی، کیمسٹری، انگلش، اردو۔

امیدواروں کا متعلقہ مضامین میں کم از کم ایم۔ اے، ایم۔ ایس۔ سی سیکنڈ ڈویژن ہونا لازمی ہے۔

اکیڈمی میں ملازمت کے خواہشمند امیدوار فوری طور پر اپنی درخواستیں چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن کے نام لکھ کر خاکسار سے ملیں

پرنسپل

نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہومیوپیتھک کتب و ادویات

دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً

• جرمن و پاکستانی پوٹنسیاں • جرمن و پاکستانی بائیوکیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز • جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک • خالی شیشیاں و ڈراپرز •

• اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ ۱۵٪ خصوصی رعایت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیوپیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔

• ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیوکیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیوپیتھک فلسفہ، اسی طرح ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بورک کی انگلش میں METERIA MEDICA WITH REPERTORY وغیرہ

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ

فون: 04524-771 / 04524-211283
فیکس: 92-04524212299

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 13- اگست-1994ء
دھوپ نکل آنے سے گرمی بڑھ گئی ہے
درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں کیرن سیکٹر میں کیرن گاؤں کو خالی کروا کر لائن آف کنٹرول پر ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا ہے۔ خالی گھروں میں بھارتی فوج نے مورچے بنا لئے ہیں۔ کیل اور شاردہ سیکٹر میں بھی بھارتی فوج کی نقل و حرکت میں اضافہ ہو گیا ہے یہ سیکٹر ۱۹۹۰ء سے اب تک بھارتی جارحیت کا نشانہ بنتا رہا ہے یہاں کے ۱۲۰۰ خاندان ہجرت کر کے آزاد کشمیر میں پناہ گزین ہو چکے ہیں۔ یہاں بھارتی گن شپ ہیلی کاپٹر پروازیں کر رہے ہیں۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ پاکستان کی قیمت پر بھارتی بالادستی قائم کرنے کی امریکی کوششیں ہمیں پسند نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بمبئی کے دھماکوں میں پاکستان کو ملوث کرنے کے لئے بھارتی من گھڑت بیانات دلوا کر پاکستان کو دہشت گرد قرار دلوانے کی کوششیں قابل مذمت ہیں۔

○ کالاباغ ڈیم کا نام بدل کر انڈس ڈیم رکھ دیا گیا ہے اور اس کا ڈیزائن بدل دیا گیا ہے۔ تاہم عوامی نیشنل پارٹی نے نام اور ڈیزائن میں تبدیلی مسترد کر دی ہے اور کہا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی کم سطح کا ڈیم بنانے سے بجلی کی ضروریات بھی پوری نہیں ہوں گی۔

○ قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف کہا ہے کہ حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد مناسب وقت پر پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے لانگ مارچ کے الفاظ کبھی استعمال نہیں کئے اور نہ ہی انہیں پسند کرتا ہوں۔ حکومت کے خلاف جو جدوجہد کر رہے ہیں۔ اسے جہاد کہا جا سکتا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ میں چند دنوں تک عوامی رابطہ مہم کا دوسرا مرحلہ شروع کروں گا جس کے بعد حکومت ختم ہو جائے گی۔ قومی اسمبلی تیار ہو تو حکومت کی تبدیلی ایوان کے اندر سے بہتر رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بے نظیر ساتھ نہیں چل سکتے۔ کوئٹہ میں اپنے استقبال کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ استقبال دیکھ کر دل کرتا ہے کہ میں ہمیشہ اپوزیشن لیڈر رہوں۔

○ اپوزیشن لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ نواز شریف کے حامیوں پر ایسا ہی ظلم ہو رہا ہے جیسا بھارت میں مسلمانوں پر ہوتا ہے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو دورۂ روس کے دوران پاک فضائیہ کے لئے روسی طیاروں کے حصول کی کوشش کریں گی۔ ٹیکنالوجی کی منتقلی کا سمجھوتہ مکمل ہونے پر ۲۰ طیارے کامرہ میں تیار کئے جا سکیں گے۔

○ حالیہ موسلا دھار بارشوں سے دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہو گئی نالے اچھل پڑے متعدد بستیاں زیر آب آگئیں دریائے سندھ کے پانی سے ٹھٹھہ میں ۵۰۰ دیہات مکمل طور پر ڈوب گئے۔ ۱۲ ہزار افراد بے گھر ہو گئے۔ ۴ کشتیاں الٹنے سے ۲۰۔ افراد لاپتہ ہو گئے۔

○ پاکستان میں غیر قانونی طور پر مقیم دس لاکھ غیر ملکی باشندوں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کر لیا گیا ہے یہ وگ بھارتی۔ بنگلہ دیشی، ایرانی، چینی کرد اور برمی ہیں۔

○ قومی اسمبلی کی ۱۰۰۔ نشستیں بڑھانے کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ یہ نشستیں متناسب نمائندگی کے انتخاب کی بنیاد پر پوری کی جائیں گی۔ اس طرح سے ہارس ٹریڈنگ نہیں ہو سکے گی۔ وزیر داخلہ نے بتایا ہے کہ بریگیڈئر امتیاز نے جو کیسٹیں چھپائی تھیں ان سے حیرت انگیز انکشاف ہوئے ہیں۔ ان کے ہر شہر میں پلاٹ ہیں۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ ملک میں صرف پیپلز پارٹی مظاہرہ کر سکتی ہے باقی سب مردے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جشن آزادی کی تقریب میں نواز شریف کو بے نظیر کے ساتھ والی کرسی پر بٹھانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے دعوت مسترد کر دی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر میں کوئی قومی حکومت نہیں بن رہی۔

○ پنجاب میں پرائس کنٹرول، کرائمز کنٹرول اور انٹی کرپشن کی کمیٹیاں توڑ دی گئی ہیں۔ ان کی تشکیل نو کی جائے گی۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے فرقہ وارانہ جماعتوں پر پابندی لگانے کی مخالفت کر دی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ اپوزیشن لانگ مارچ کا شوق پورا کر لے لیکن اسے بد امنی پھیلانے نہیں دیں گے۔ ضیاء الحق کی برسی پر جتنا چاہے بھنگڑا ڈال لیں ہم رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں نصف رات کو اچانک دورہ کیا اور شہر بھر کے پولیس ناکوں اور میو ہسپتال کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کی۔ انہوں نے قینچی امرسدھو، کیولری گراؤنڈ، بری مارکیٹ شادمان اور ریگل سمیت کئی ناکوں پر پولیس اہلکاروں کو ہدایات دیں۔

○ پولیس نے سابق سیکرٹری پنجاب اسمبلی مسٹر حبیب اللہ کو ان کے گھر سے اٹھا لیا خیال ہے کہ ان کو اغوا کرنے کا مقدمہ دوبارہ شروع کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ۱۹۹۳ء میں مسلم لیگ (ن) کے عہدیداروں پر ان کے اغوا کا الزام لگایا گیا تھا۔

○ اگلے ماہ سے بجلی کے نرخوں میں مزید دس فیصد اضافے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

○ سرحد اسمبلی میں اے این پی کے رکن ملک دیدار نے شیرپاؤ حکومت کی حمایت کر دی ہے ان کو وزیر بنا دیا گیا ہے۔ وزراء کی تعداد اب ۳۱ ہو گئی ہے۔

○ ایک خبر کے مطابق جماعت اسلامی، مسلم لیگ اور جے یو آئی کی ڈاک اور لٹریچر پر سنسر عائد کر دیا گیا ہے۔ جی پی او اور بڑے ڈاکخانوں میں انٹیلی جنس بیورو اور سپیشل برانچ کے اہلکاروں پر مشتمل ٹیمیں تعینات کر دی گئی ہیں۔ حکومت نے یہ اقدام علاقائی اور نسلی تعصبات پھیلانے والے لٹریچر کو سنسر کرنے کی پالیسی کی توسیع کے طور پر اٹھایا ہے۔

○ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق نے دھمکی دی ہے کہ ۱۶۔ اگست کو ناموس صحابہ بل منظور ہو گا یا میری لاش اسمبلی سے باہر آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں ایوان میں ہی حساب چکا دوں گا۔ پھر گھیراؤ اور گرفتاریاں پیش کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بل عیسائیوں اور اہل تشیع کے خلاف نہیں۔

○ سلامتی کونسل نے افغانستان میں جنگ بندی کی اپیل کر دی ہے۔ ۹۰۰۔ افغان بزرگوں نے بھی تمام دھڑوں سے جنگ بند کر دینے کی درخواست کر دی ہے۔

○ سکھر میں قائد حزب اختلاف نواز شریف دو میل لمبے جلوس کے ساتھ جلسہ گاہ میں پہنچے۔

○ دریائے چناب کے سیلابی ریلے سے جھنگ اور چنیوٹ کے ۷۰۔ دیہات ڈوب گئے۔ پانی جھنگ تحصیل میں بھی پھیل گیا۔ سینکڑوں ایکڑ اراضی پر کپاس اور دوسری فصلوں کو نقصان پہنچا۔

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED
FOR GENUINE TOYOTA PARTS
47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD KARACHI TELE: 7724606-7-9
AJ FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

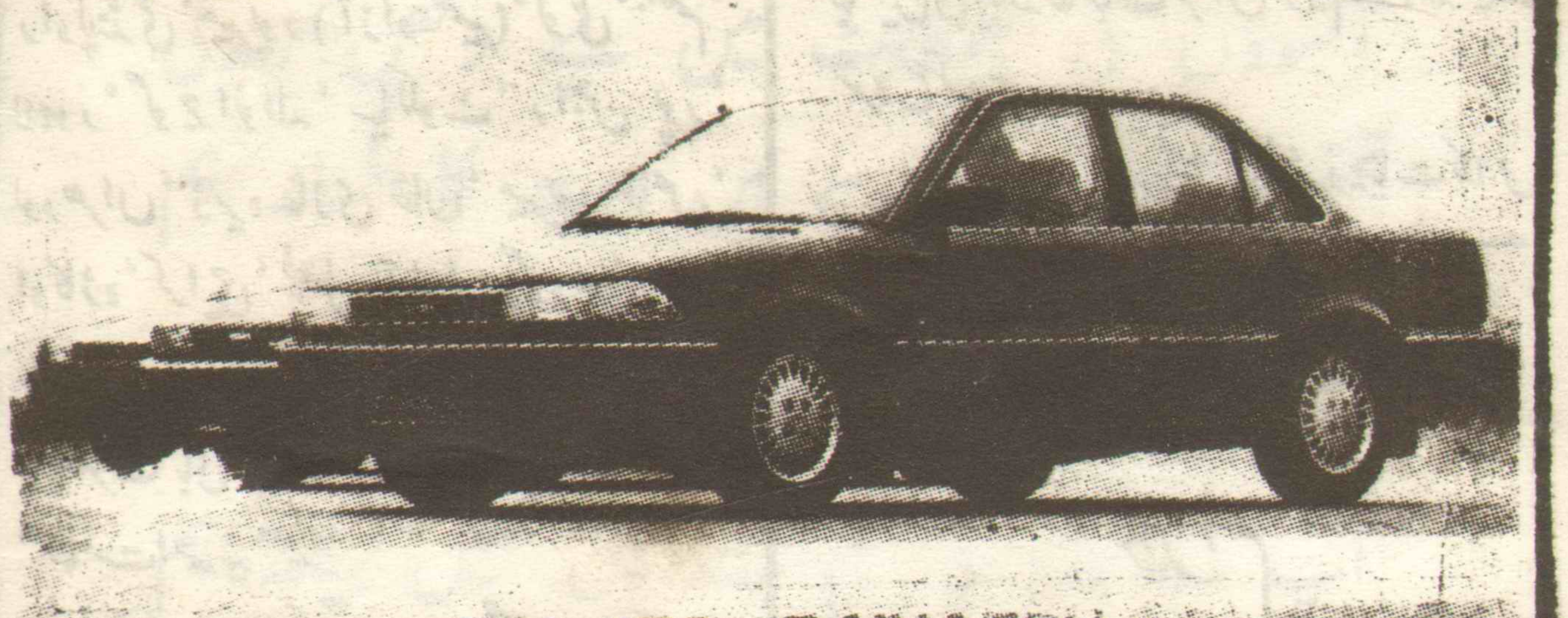

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳
فون نمبر ۷۷۲۴۶۰۶
۷۷۲۴۶۰۷-۷۷۲۴۶۰۹